بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

عام قیمت پیشگی ۴ بغیر ضمیمہ درس قرآن

Reg. No. L. CCLXXXVIII

مسیح وقت مہدی ہم مجدد | Reg. No. L. CCLXXXVIII | الیس اللہ بکاف عبدہٗ مرزا غلام احمد

معہ ضمیمہ درس قرآن

جلد ۱۰ — ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۵ مئی ۱۹۱۱ء مطابق ۱۲ جیٹھ — نمبر ۳۴

بھائیو! گر قادیاں آؤ گے تم | اڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہٗ | نورِ دین مصطفےٰ پاؤ گے تم

دس شرائط بیعت

اول۔ یہ کہ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے اور نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت۔ عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جاویگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرلیگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا | مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمدہ از مادریم | ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست | بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمدؐ ہست نام | دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن | جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام | ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست | زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود | آن نہ از خود از ہمان جائے بود
و اقتدائے قول او در جان ماست | ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و از خبرہائے معاد | ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است | منکر آن مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست | منکر آن مورد لعن خداست
معجزات انبیاء سابقین | آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست | ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب | نزد ما کفر است و خسران و تباب

دستور العمل

تمام قیمت پیشگی سالانہ بلا ضمیمہ ۴ معہ ضمیمہ درس قرآن مجید پیشگی للعہ بغیر وصول قیمت پیشگی کسی صاحب کے نام اخبار جاری نہیں ہو سکتا خط و کتابت کیواسطے جوابی کارڈ آنا چاہیئے ورنہ جواب ندارد۔ رسید اخبار میں چھاپی جاویگی علیحدہ رسید نہ ہوگی۔ البتہ جو صاحب قادیان میں دستی قیمت ادا کریں ان کو بہر حال رسید حاصل کرنی چاہیئے اگر چار ہفتہ تک رسید نہ چھپے۔ تو خط لکھ کر دریافت کرنا چاہیئے۔ تمام ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر۔ پروپرائٹر قادیان ضلع گورداسپور ہونی چاہیئے۔

منیجر بدر۔

وہ الفاظ جن میں حضرت اقدس مسیح موعود بیعت لیتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا تھا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہٗ و رسولہ۔ ۲ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۲ بار۔ رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔ اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ یہ الفاظ بڑھاتے ہیں۔ آج میں نور الدین کے ہاتھ پر ان تمام شرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں جن شرائط سے حضرت مسیح موعود بیعت لیا کرتے تھے اور نیز اقرار کرتا ہوں کہ خصوصیت سے قرآن شریف اور احادیث کے پڑھنے سننے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرونگا اور اشاعت اسلام میں جان و مال سے بقدر وسعت و طاقت کمربستہ رہونگا۔ اور انتظام زکوٰۃ بہت احتیاط سے کرونگا اور باہمی اخوان میں رشتہ محبت کے قائم کرنے میں سعی کرونگا۔

(احمدیہ پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مبارک! مبارک!! مبارک!!!

مبارک!

الحمد للہ ثم الحمد للہ

کہ ہمارے ہادی و راہنما اور پیشوا۔ مسیح موعودؑ کے جانشین حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے چھ ماہ سے زائد عرصہ کی لمبی علالت کے بعد آج ۱۹ مئی کو پہلی دفعہ مسجد اقصیٰ میں جاکر خطبۂ نماز جمعہ پڑھا۔ اور نماز پڑھائی اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے یہ وجود باجود دوبارہ ہمیں عطا فرمایا اور ہمیں پھر حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی زبان مبارک سے خطبہ جمعہ سننے کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ قوم کے واسطے یہ بڑی خوشی کا دن ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ نے کانے دجّال کو جھوٹا ثابت کیا اور اپنے بندے کو صحت عطا فرمائی۔ حضرت کی علالت کے ایام میں ہم بدر کی باقاعدہ اشاعت کو باوجود بعض مشکلات کے بہت کوشش سے نباہتے رہے ہیں تاکہ احباب کو کسی طرح سے تشویش نہ ہو اور اب آئندہ حضرت صاحب کی صحت کے متعلق خصوصیت سے کوئی سُرخی قائم کرنیکی ضرورت نہیں ۔ ہمعصر الحکم نے اس خوشی میں ایک غیر معمولی پرچہ شائع کیا ہے۔ جس کا مضمون بمعہ خطبہ درج ذیل ہے۔

۱۹ مئی ۱۹۱۱ء۔ کا جمعہ احمدی سلسلہ کی تاریخ میں اسی طرح یادگار رہے گا۔ جس طرح پر ۱۸ نومبر ۱۹۱۰ء کا جمعہ ۱۸۔ نومبر کا جمعہ وہ تھا۔ جس روز حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی اپنے سید و مولا آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے ماتحت گھوڑے سے گرے اور جس واقعہ نے صرف احمدی قوم کو بلکہ ان تمام لوگوں کو جو حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی نافع الناس شخصیت سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک سخت کرب اور غم میں ڈالدیا تشویش اور بھی بڑھ گئی۔ جبکہ حضرت کی صحت یوماً فیوماً معرض خطرہ میں پڑنے لگی ان حالات کے درمیان پٹیالہ کے کانے دجّال کی پیشگوئی پر عام طبیعتوں کا متوجہ ہونا کوئی بڑی بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ نے ۱۱۔ جنوری ۱۹۱۱ء کو مرتد ڈاکٹر کا کذب ثابت کر دیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیحؑ کو احمدی قوم کی تربیت اور عوام کی فیض رسانی کے لئے زندہ رکھا اور اس کلیۃً ثابت کر دکھایا۔ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض غرض یہ سلسلہ علالت کا مختلف رنگوں میں بڑھتا رہا اس کے حالات اخبار میں شائع ہو چکے ہیں۔ آج ۱۹ مئی ۱۹۱۱ء احمدی قوم کے لئے خصوصاً عید کا دن تھا۔ مستغرق یوم العید والعید اقرب کی وحی کی صداقت دوسرے رنگ میں نظر آتی تھی جمعہ کا دن یوم العید کہلاتا ہے اور ہمارے لئے آج دوہری عید تھی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارا امام پھر مسجد اقصیٰ میں آیا اور اس نے امام ہوکر نماز جمعہ پڑھائی۔ ساکنین دارالامان کی خوشی کا اندازہ ناممکن ہے۔ مسجد اقصےٰ اس وقت برکات اور تجلیات کا مورد ہو رہی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے منبر پر کھڑے ہوکر جو خطبہ پڑھا وہ ذیل میں درج ہے اس مبارک تقریب پر میرے مکرم بھائی ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب پنشنر میڈیکل ایڈوائزر صدر انجمن معالج حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے بڑے جوش سے صدقات کی تحریک کی اور دس روپے پیش کرکے عام تحریک کے لئے ایڈیٹر الحکم متوجہ کیا جس کیلئے اُسیوقت اعلان کر دیا گیا اور چاہا کہ قوم کیطرف سے قربانیاں کی جاویں کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے امام و مقتدا کو ایسی صحت عطا فرمائی کہ وہ انکی روحانی تربیت و تعلیم کے لئے پھر اسی مقام برکات پر کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے جس نے اپنے فضل سے ہمیں پھر نوازا میں اس مبارک تقریب پر تمام قوم کو مبارکباد دیتا ہوں اور یہ موقعہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو مبارکباد دیں کیونکہ ہمارے لئے یہ دن عید سے کم نہیں اور ہمارا ہلال عید چھ ماہ کے بعد طلوع ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح منبر پر چڑھے تو بے اختیار میری زبان سے نکلا طلع علینا البدر من ثنیۃ الوداع۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کا الہام تھا وہ آج پورا ہوا۔ غرض خدا کا شکر ہے کہ ہمیں اپنے امام کے منہ سے پھر خطبہ سننے کا موقعہ ملا اب میں اس خطبہ کو درج کرنے سے پہلے ان لوگوں کو خطاب کرکے کہنا چاہتا ہوں جو ہمیشہ اس سلسلہ کی دشمنی میں بدخبروں کے سننے اور شائع کرنیکے خواہشمند رہتے ہیں کہ کیا تم اب بھی سبق نہ لوگے؟ کب تک اپنی دریدہ دہنیوں اور بے حیائیوں پر اصرار کرتے رہوگے "تھوڑے ہی نہیں نشان جو دکھائے گئے تمہیں" پھر بھی اس تازہ نشان کو دیکھو کہ وہ جس کے مرنے کی پیشگوئیاں کیجاتی تھیں آج خدا کے فضل سے پھر مسجد میں خطبہ پڑھ رہا ہے اور اپنی قوم کو خدا کے نشانات کا معائنہ کرا رہا ہے۔ حق کے مخالفو! یاد رکھو خدا کی باتیں کبھی ٹلتی نہیں ہیں درمیانی ابتلاء اسلئے ہوتے ہیں کہ دوستوں کے ایمان بڑھیں اور دشمن بدگمان شقاوت میں ترقی کرکے ہلاک ہوں اپنی زبان قلم اور قلم زبان سے ان دنوں کے نزدیک کریں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت کے لئے دور ڈالدی تھے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ثم الحمد للہ الذی عافانا امامنا ومحبوبنا ونجانا من الھم والغم وشماتۃ الاعدا وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ صفیہٖ وخاتم انبیائہٖ محمد وآلہٖ وخلفائہٖ۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا پہلا خطبہ بعد علالت

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد۔ الآیۃ۔ چھ مہینے گذر گئے۔ یہ ماہ کے بعد ساتواں شروع ہے جو مجھے پھر یہ موقعہ ملا ہے ان چھ ماہ میں میں نے خوب تجربہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کے کام نہیں آتا میرے دوستوں نے میرے لئے زور لگائے محنتیں اور خدمتیں کی ہیں مگر میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہ زخم ہے (ہاتھ لگا کر دکھایا ایڈیٹر) بار بار آوازیں آئیں کہ اب دو دن میں اچھا ہو جاویگا۔ چار دن یا چھ دن میں اچھا ہو جائیگا۔ مگر چلتا ہی ہے۔ میں نے بہت ہی غور کیا ہے خدا کے فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا اور یہ میں اپنے یقین اور تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اللہ کو اپنا بنا دو جب وہ ہمارا ہو جائیگا تو سب کچھ ہمارا ہی ہے اور وہ تقویٰ اور صرف تقویٰ سے اپنا بنتا ہے اس لئے اگر چاہتے ہو کہ اللہ تمہارا ہو جاوے تو تم تقویٰ اختیار کرو تقویٰ ایسی دولت ہے کہ اس سے بڑی بڑی مرادیں حاصل ہوتی ہیں ہر شخص کی فطرت میں ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ ہو اور وہ عظیم الشان ہو متقی کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ان اللہ مع المتقین پس اللہ کی معیت سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے؟ پھر ہر شخص کی فطرت میں ہے کہ کوئی عظیم الشان اس سے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ متقی سے آپ محبت کرلیتا ہے جیسا کہ فرمایا یحب المتقین جو اللہ تعالےٰ کا محبوب ہو جاوے اوسے کسی اور کی حاجت کیا؟

پھر ہر شخص کو ضرورت ہے کہ اسے رزق ملے اور وہ کھانے پینے دوا علاج اور تیمار دار۔ غرض بہت سی ضروریات کا محتاج ہے مگر اللہ تعالیٰ متقی کو بشارت دیتا ہے۔ یرزقہ من حیث لا یحتسب متقی کو ایسے طریق پر رزق ملتا ہے جو اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا پھر انسان مشکلات میں پھنستا ہے اور ان سے نجات اور رہائی چاہتا ہے متقی کو ایسی مشکلات سے وہ آپ نجات بخشتا ہے۔ یجعل لہ مخرجا۔ ہر قسم کی تنگی سے وہ آپ نجات دیتا ہے یہ متقی کی شان ہے پھر اللہ تعالیٰ متقی کو آپ پڑھا دیتا ہے اگرچہ ہمارے ایک دوست ان معنوں کو پسند نہیں کرتے مگر میں نے غور کیا ہے تو یہ بالکل درست ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ پھر ہر قسم کے دکھوں کو سکھوں سے تقویٰ ہی بدل دیتا ہے۔ یجعل لہ من امرہ یسرا پھر جب متقی انسان ان ثمرات کو پاتا ہے تو میرے دوستو سب کو تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے۔ رزق کیلئے تنگی سے نجات کے لئے تقویٰ کرو سکھ کیضرورت ہے تقویٰ کرو محبت چاہتے ہو تقویٰ کرو میں پھر کہتا ہوں تقویٰ کرو۔ تقویٰ سے خدا کی محبت ملتی ہے وہ اللہ کا محبوب بنا دیتا ہے دکھوں سے نکال کر سکھوں کا وارث بنا دیتا ہے علوم صحیحہ اسی کیلئے ملتے ہیں میں نے اس بیماری میں بڑے تجربے کئے ہیں اور ان سب تجربوں کے بعد کہتا ہوں

النبوۃ بعد نبینا محمد خاتم النبیین

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

اسمین ہمین یہ سکھایا گیا ہے کہ خداوند کریم سے ہم وہ انعامات طلب کرین جوکہ اس نے اپنے پہلے منعم علیہم بندون پر کئے ہین اب ہمین یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ انعامات کیا ہین اور وہ منعم علیہم کون ہین۔ منعم علیہم کا پتہ تو آیت ذیل سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے۔

یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم

اور جس سے انعام کا پتہ ملتا ہے وہ یہ ہے۔ واذ قال موسیٰ لقومہ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً الخ

قوم مین سے انبیاء کا مبعوث ہونا اور بادشاہ بننا ضروری ہوا۔

یہان پر ایک سوال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور اس زمانہ سے پہلے اس امت محمدیہ مین بادشاہ تو ضرور ہوئے ہین پر نبوت کا دعوےٰ کسی نے نہین کیا اور اس زمانہ مین ایک مدعی نے نبوت کا دعوےٰ تو کیا؟ اسلامی بادشاہت نہایت ضعف مین ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس صورت مین یہ ہما دو امر کی مقتضی ہے اور ابتک کسی زمانہ مین یہ دونون امر مجتمع نہین پائے گئے۔

اس سے پہلے کہ ہم اس کا جواب دین پہلے یہ بتانا ضروری خیال کرتے ہین کہ یہان پر یہ بتا دین۔ کہ نبوت کس کو کہتے ہین۔ یہ عبرانی اور عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنے ہین اللہ کریم سے خبر پانا۔ اور اس سے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونا۔

اس مین شک نہین کہ ہر ایک انعام اسی وقت انعام بنتا ہے کہ اسکی ضرورت بھی ہو اور اگر ضرورت نہ ہو تو پھر وہ لغو یا مضر ہوتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس قدر انعام بڑا ہوتا ہے اسی قدر اس کے لئے اشد ضرورت کی ضرورت ہوتی ہے اور اس مین بھی شک نہین کہ اہل اسلام کو جسمانی زندگی اور روحانی زندگی کی ضرورت ہے اور اول ابدان۔ اموال۔ اعراض کی حفاظت کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اور دوسری عقائد۔ اعمال۔ اخلاق کی حفاظت کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ حیات جسمانی کے لئے جن تین چیزون کی ضرورت ہے (یعنی ابدان اموال۔ اعراض) ان کی حفاظت سلطنت ہی کے ساتھ ہوتی ہے

اور جن کی حفاظت حیات روحانی مین ضروری ہے (یعنی عقائد اعمال۔ اخلاق) انکی حفاظت نبوت کے ساتھ ہوتی ہے۔

پہلے زمانہ مین چونکہ ابدان۔ اموال اور اعراض پر بیرونی حملے تھے اور ان تین چیزون کی حفاظت کی اشد ضرورت پڑی ہوئی تہی۔ لہٰذا اس زمانہ مین خداوند کریم نے ان دو امرون سے وہ امر عنایت فرمایا۔ جوکہ ابدان۔ اموال اور اعراض کی حفاظت کا کافی ذریعہ ہے اور وہ سلطنت ہے اور عقائد اعمال اخلاق کی حفاظت بھی ضروری چیز ہے۔ پر اس زمانہ مین ان کا چندان خطرہ نہ تھا لہٰذا اس زمانہ مین وہ امر انعام نہ کیا۔ جوکہ عقائد۔ اعمال۔ اخلاق کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور یہ وہ اعلےٰ درجہ کا مکالمہ الٰہیہ ہے جسکو نبوت کہتے ہین اور اس آخری زمانہ مین معاملہ بالکل برعکس ہے یعنے ابدان۔ اموال اعراض پر تو چندان حملہ نہین کہ جن کی حفاظت کی اشد ضرورت ہوتی اور اسکی وجہ سے وہ مقتدر سلطنت انعام ہوتی جوکہ ان تین امور کی حفاظت کے لئے کامل ذریعہ ہے لیکن چونکہ اس زمانہ مین عقائد۔ اعمال اور اخلاق پر ایک طوفان آیا ہوا ہے جس کی کہ نبی کریمؐ کے زمانہ کے بعد نظیر نظر نہین آتی لہٰذا ان کی حفاظت کے لئے خداوند کریم نے اس زمانہ مین وہ امر انعام کیا۔ جوکہ ان کی حفاظت کا کافی ذریعہ ہے اور وہ نبوت ہے پس چونکہ پہلے زمانہ مین سلطنت کی سخت ضرورت تہی لہٰذا وہ اعلیٰ درجہ کی دی اور نبوت کی اشد ضرورت نہ تہی۔ تو اگرچہ الہام سے بعض بندون کو بھی کم وبیش مشرف بھی کیا پر نبوت کا انعام کیا اور اس زمانہ مین چونکہ نبوت کی اشد ضرورت تہی لہٰذا وہ انعام فرمائی لیکن سلطنت کی چونکہ اشد ضرورت نہ تہی لہٰذا وہ اعلےٰ درجہ کی عنایت نہین کی۔ یہی وجہ ہے کہ جن پہلے منعم علیہم کے طرز کا انعام مانگنے کا ہمین حکم کیا گیا ان کے ساتھ بھی ایسا ہوا۔ ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ ولایت اور نبوت مین قلت وکثرت کا اور قوت وفعل کا فرق ہے۔

(۲) یابنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

اس مین تو شک نہین کہ اس آیۃ کریمہ مین بنی آدم کو مخاطب کیا گیا ہو اور نہ یہ آدم کے قصہ مین ہے اور نہ نبی کریم سے پہلے لوگون کے قصہ مین آئی ہے تا اس سے آدم کے بیٹے یا کوئی اور پہلے بنی آدم مراد ہوتے۔ بلکہ ضرور اس کے مخاطب وہی ہین (بنی آدم) جوکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بلکہ اس آیت کے نزول کے وقت مین موجود تھے یا اس کے بعد قیامت تک ہونگے

تو جب اس آیت کے نزول کے وقت سے لیکر قیامت تک کے لوگ مخاطب ہوئے اور ان مخاطبون کو اس آیۃ مین پوری تصریح کے ساتھ سوائے کسی خفا اور تاویل وغیرہ کے یہ کہا کہ اگر تم مین سے (نہ باہر سے) آئندہ زمانہ مین رسول آئیں جو تم پر میری آیتین پڑھین پس جو تقوے اور اصلاح کرین گے ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمناک ہونگے پس اس کے منطوق سے اور بطریق نص یہ ثابت ہوا کہ اس آیۃ کے نزول کے بعد لوگون مین رسول بلکہ بہت سے رسول آئین گے یا کم از کم آ سکتے ہین۔

(۳) فلما بلغ اشدہ واستوی آتیناہ حکماً وعلماً وکذالک نجزی المحسنین۔

یہ آیۃ کریمہ قرآن مجید مین دو دفعہ آئی ہے ایک تو حضرت موسیٰؑ کے حق مین آئی اور دوم حضرت یوسفؑ کی نسبت وارد ہوئی ہے۔

جسمین یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے انکو حکمت اور علم دیا ہے جوکہ نبوت کو بھی شامل ہین اور پھر بتایا ہے کہ یہ اس لئے ان کو دئے ہین کہ وہ محسن تھے اور ہمارا قاعدہ کلیہ ہے کہ ہم اسی طرح ہر ایک محسن کو دیتے رہے ہین اور دین گے۔

لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جس طرح نبوت حاصل کرنے کے لئے محسن ہونے کی ضرورت ہے اسی طرح ضرورت نبوت کی بھی ضرورت ہے۔ پس جب ضرورت بھی ہو اور کوئی محسن بھی ہو تو پھر نبوت ملتی ہے۔ چونکہ خداوند کریم نے یہان پر وہ لفظ رکھا ہے جوکہ حال اور استقبال دونون کو شامل ہے۔ لہٰذا اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آئندہ زمانہ مین قیامت تک نبی کریمؐ سے پہلے اور آپ کے بعد جب کوئی محسن ہو تو اس کو بھی یہ انعام مل سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ نبی کریمؐ کے بعد محسنون کا آنا ممکن ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کریمؐ کے بعد نبوت کا ملنا بھی ممکن ہے۔ اسی طرح حضرت نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ ہارون۔ الیاس کا ذکر فرما کر یہ قاعدہ کلیہ ذکر فرمایا ہے۔ کہ وکذالک نجزی المحسنین۔

(۴) وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الخ

اس آیت مین خداوند کریم نے نہایت موکد وعدہ فرمایا ہے کہ ضرورت یعنی خوف کے وقت مین اس امت مین خلیفے بناؤنگا اور ضرور بناؤنگا اور پھر فرمایا ہے کہ بناؤن گا بھی ایسے جیسے پہلون مین سے بنائے گئے ہین اس مین شک نہین کہ کما استخلف مین یا استخلاف کو پہلے استخلاف کے مشابہ بیان کیا گیا ہے یا پچھلے خلفاء کو پہلے خلفاء کی مانند قرار دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ خلفاء مین اگر تشبیہ ہے۔ تب بھی لازم آتا ہے کہ جس طرح پہلے

خلفار نبی جیسا کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے۔ ولقد اتینا موسی الکتب وقفینا من بعدہ بالرسل۔ پھر فرمایا ہے۔ فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ یا بادشاہ ہوئے ہیں (جیسی کی حیات جسمانی اور روحانی کی حفاظت مقتضی ہوتی رہی ہے) ویسے ہی اس اُمت کے خلفار بھی کچھ نبی اور کچھ بادشاہ ہوں اور اگر نفس استخلاف میں تشبیہ مراد ہے تو پھر ضروری ہے کہ پہلا اور پچھلا استخلاف آپس میں ہمرنگ ہوں پس جس طرح پہلا استخلاف بادشاہ اور انبیار بنانے کے طور پر ہوا ہے اسی طرح پچھلا استخلاف بھی نبی اور بادشاہ بنانے کی صورت میں ہو۔ اور جس طرح کما سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس طرح پہلے خلفار ان میں سے بنائے گئے ہیں اور باہر سے کوئی نہیں آیا لہذا یہاں پر بھی اُمت محمدیہ میں سے ہی بنائے جاویں اور باہر سے کوئی بھی نہ آوے اسی طرح منکم سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب خلفا خواہ بادشاہ ہوں یا انبیار ہوں ضرور اسی اُمت میں سے ہوں نہ باہر سے۔ پس چونکہ مؤکد وعدہ ہے جس کا وقوع ضروری ہے۔ لہذا یہاں سے نبوت کا امکان ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کا واجب لازم اور ضروری الوقوع ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(۵) جہاں تک ہم زمانہ پر نظر ڈالتے ہیں تو فعل اللہ اور کلام اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ نبوت انسانی نسل کے ساتھ ساتھ چلتی رہی ہے لیکن معلوم نہیں کہ اس زمانہ کو کیوں اس سے خالی کیا جاتا ہے بعض مخالفین سے جب یہ سوال کیا گیا ہے۔ کہ ان بینات کا کیوں خلاف کیا گیا ہے۔ تو انھوں نے دو عذر پیش کئے ہیں۔ (۱) خاتم النبیین (۲) حدیث لانبی بعدی۔ پس ان دونوں عذروں کی نسبت کچھ مختصراً عرض کیا جاتا ہے پس واضح ہو کہ خاتم النبیین والی پوری آیت یہ ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ آیۃ کریمہ مخالف کے لئے ہرگز ہرگز دلیل نہیں۔ بلکہ اخیر پر ہم بتائیں گے کہ یہ آیۃ کریمہ ہمارے لئے دلیل ہے اور کہ یہ بآواز بلند پکار رہی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے بعد بھی نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ کھلا ہے۔ پہلے امر کی نسبت ہم پہلے بیان کرتے ہیں پہلے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ مقام مدح ہے اور خاتم کے معنے اگر آخر کے کئے جاویں تو بجائے مدح کے مذمت ہو جاتی ہے کیوں کہ خاندان شاہی میں جو آخری بادشاہ ہوتا ہے وہ برباد کرنے والا ہوتا ہے اور سب دنیا یہ اس کے لئے موجب مذمت یقین کرتی ہے نہ موجب تعریف اگر کسی کو شک ہو تو دہلی کے خاندان شاہی کے آخری بادشاہ کی نسبت لوگوں کی قطعی رائے ہے۔

ثانیاً۔ ہم کہتے ہیں کہ موجودہ قرآن مجید میں خاتم بفتح تا ہے جس کے بہ اتفاق اہل لغت مُہر کے معنے ہیں نہ آخر کے اور اگر تا کی زیر بھی جیسی بعض قراتوں میں آئی ہے۔ تو پھر اس کے معنے اگر اصل میں کچھ اور بھی ہوتے تو بھی تطبیق کے لئے اس کے وہ معنے لئے جاتے جو کہ خاتم بفتح تا کے ہیں لیکن حدیث اور لغت میں خاتم بکسر تا کے معنے بھی مُہر کے اور مُہر لگانے والے کے آئے ہیں ہمارے اس دوسرے بیان سے بھی ثابت ہوا کہ خاتم کے وہ معنے ہرگز ہرگز نہیں جو کہ فریق مخالف لے رہے ہے۔

ثالثاً۔ ہم کہتے ہیں کہ اس آیۃ کریمہ سے انکی تردید مقصود ہے جو کہ نبی کریمؐ کو ابتر اور لاولد کہتے تھے۔ تو خداوند کریم نے پہلے تو فرمایا۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم جس کے ساتھ ابوت کی نفی تو کر دی جیسے کہ مخالف نفی کرتے تھے پھر اس کے بعد لکن لا کر رسول اللہ وخاتم النبیین فرمایا ہے۔ تو اگر اس کے معنے آخر کے ہوتے تو پھر معنے یہ ہوتے کہ محمدؐ کسی کے باپ نہیں لیکن نبیوں کے آخر ہیں اور ظاہر ہے کہ اس صورت اول تو لکن کے خلاف ہوا کیوں کہ کسی کے باپ نہ ہونے سے ہرگز ہرگز یہ وہم نہیں پیدا ہوتا کہ پھر وہ آخر نہیں تا کہ لکن لا کر اس وہم کو رفع کیا جاتا کہ نہیں وہ آخر ہیں۔ پس اس صورت میں لکن (جو کہ پہلے کلام سے ... پیدا ہونے والے وہم کو رفع کرتا ہے) بالکل لغو ہو جاتا ہے۔ اور دوم پھر ان مخالفوں کی بات کا جواب بھی نہیں ہوتا بلکہ ان کی تائید ہوتی ہے۔ کہ تم تو جسمانی ابوت کی نفی کرتے ہو۔ چلو ہم کہتے ہیں کہ نہ وہ جسمانی طور پر کسی کا باپ ہے، اور نہ روحانی طور پر کسی کا باپ ہے۔ کیونکہ وہ آخری نبی ہے اس کے فیض سے آگے کوئی نبی نہ ہو گا۔ ان تین وجوہات کے ساتھ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ خاتم کے معنے آخر کے ہرگز نہیں ہیں۔

لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ جب بعض مخالف جواب سے عاجز آ جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ خاتم کے معنے تو بے شک مُہر کے ہیں لیکن چوں کہ مُہر آخر پر ثبت کی جاتی ہے لہذا اس سے ثابت ہوا۔ کہ نبی کریمؐ جو کہ انبیار کی مُہر ہیں وہ بھی آخر پر ہوں تو اس کا جواب کئی طور پر ہے۔

۱۔ یہ کہ مُہر کا آخر پر لگانا کوئی ضروری اور لازمی امر نہیں بلکہ عموماً بادشاہوں اور حاکموں کی مواہیر سرورق اور پیشانی پر ثبت ہوتی ہیں۔

۲۔ اور اگر آخر پر ثبت کرنا لازمی بھی ہو۔ تو پھر ہم کہتے ہیں۔ کہ مُہر کا لگانا اگرچہ خط کے آخر پر ہوتا ہے لیکن نبی کریمؐ کو مہر کا لگانا قرار نہیں دیا گیا تاکہ نبی کریمؐ کا آخر ہونا لازم آتا بلکہ نبی کریم کو مُہر قرار دیا گیا ہے نہ مُہر کا لگانا اور مُہر کے وجود کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ خط یا تحریر کے بعد یا آخر ہو۔

۳۔ اور اگر مُہر کا لگانا ہی لیا جاوے اور یہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ مُہر کا لگانا ضرور ہی خط کے آخر پر ہوتا ہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ واقعہ میں تو مُہر نہیں بلکہ تشبیہ کے طور پر حضور کو مُہر کہا گیا ہے اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں سب باتوں میں برابری اور مشابہت ہو۔ مثلاً جب ہم زید کو شیر کہتے ہیں تو اسمیں فقط اسی قدر مشابہت کافی ہوتی ہے کہ زید شیر کی مانند بہادر ہو نہ یہ کہ جہاں پر شیر رہتا ہے زید بھی وہاں پر ہی رہے یا جو کچھ شیر کھاتا یا کرتا ہے وہی کچھ زید بھی کھائے اور کرے یا جس طرح شیر کے بڑے بڑے ناخن اور دُم اور سارے بدن پر بال ہوتے ہیں اسی طرح زید کے بھی ہوں۔

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مُہر کہا ہے۔ تو اس میں بھی اسی قدر مشابہت ضروری ہے۔ کہ جس طرح مُہر کے سوا کوئی تحریر قابل اعتبار نہیں ہوتی اور مُہر کے ساتھ قابل اعتبار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سے آنحضرتؐ کی قولی فعلی تصدیق کے ساتھ نبیوں اور ان کی باتوں وغیرہ کا اعتبار ہوتا ہے۔ اور بدون آپ کی تصدیق کے کوئی نبی اور کسی نبی کا قول وغیرہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے متعدد مقامات میں رسُول کے ساتھ مصدقاً لایا گیا ہے اور یہاں پر اسی مُصدّق کے عوض رسُول کے بعد خاتم النبیین رکھا ہے اور بجز اس بات کے اور کسی بات میں مشابہت کا ہونا ضروری نہیں۔

(۴) بالآخر ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر بفرض محال ان سب خرافات کو مانا بھی جائے تو پھر یہ حضرت عائشہ رضؓ کی اس تفسیر کے خلاف ہے۔ جس کو مجمع البحار میں لکھا ہے۔ کہ قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا انہ لانبی بعدہ۔ جس سے صاف صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ خاتم النبیین اور لانبی بعدہٗ کا مطلب ضرور جُدا جُدا ہے ورنہ اگر دونوں کا ایک مطلب ہوتا۔ جیسا کہ نبی کریمؐ کو آخری نبی قرار دینے سے لازم آتا ہے۔ تو یہ کہنا کس طرح درست ہو سکتا کہ یہ کہو اور وہ نہ کہو۔ پس حضرت عائشہ (جو کہ اہل زبان ہیں) انکی تفسیر سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خاتم النبیین کے یہ معنے نہیں ہیں کہ آپ آخر ہیں اور آپ کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو گا اور نہ اس کے ساتھ یہ لازم ہے کہ آپ آخر ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا

ین موجود ہین ۔ نام کا فرق کوئی فرق نہین ہے ۔ سنئے ۔ وما کان منہم معز اصحابہ بعدہ کما مة صدیق له او خلیفة ۔ اس کے بعد ایک ہی شعر مین ختمیت کی گتھی جو علماء کے وقت کے لئے عقدہ معقود ہے ۔ سلجہائی گئی ہے وہ شعر یہ ہے

بعترته استغنت عن الرسل الوریٰ
واصحابه والتابعین الائمة

یعنے ختمیت کے یہ معنے نہین کہ فیض بند ہو گیا اور داعی الی اللہ آنے کا سلسلہ منقطع ہو گیا بلکہ ختمیت کا یہ معنی ہے کہ آپ کے متبعین کے ہوتے نہ موسےٰ کی ضرورت رہی اور نہ عیسیٰ ابن مریم کی بلکہ یہی تابعین جو امام بھی ہون گے ۔ تمام منصبون کا کام دین گے ۔ اُمتی اور نبی ہر کے لفظ کو تعجب سے دیکھنے والے تو اجتماع نقیضین سمجھتے ہین اون سے دریافت ہو کہ کیون عقل پر پتھر پڑے ہین اہل اللہ تو التابعین الائمہ کے لفظ مین رمز بتلا گئے ہین ۔ پھر فرمایا ۔

کراماتهم من بعض ما خصهم به
بما خصهم من ارث کل فضیلة

بڑا افسوس ہے کہ کل فضیلتون کے وارثون کو اہل فضیل جزئی کے ہمنام ہونے سے بھی کڑھنے والے موجود ہین ۔ اُمتی اور نبی ایک ایسا معمائے لاحل ان کے لئے ہو گیا ہے جس سے ان کی عقلین چکرا گئی ہین ۔ سمجھانا بے سود ہو گیا ہے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اے اسلام مسلمان خود تجھ کو خاک مین ملا رہے ہین ۔ اللہ تیرا حافظ ہو ۔ والسلام مع الاکرام

خاکسار غلام احمد اختر ۔ از اوچ ریاست بہاولپور

مبارک ہمین اس بات کے معلوم ہونے سے بہت خوشی ہوئی ہے کہ سرکار حضور مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے خان صاحب عبد المجید خان صاحب کو افسر کچہری خانہ مقرر فرمایا ہے خان صاحب موصوف ایک عرصہ سے نہایت محنت اور دیانت داری سے اس کام کو سر انجام دے رہے تھے اور ان کا حق تھا کہ اس معزز عہدہ پر ان کی ترقی کر کے ان کی عزت افزائی کی جاتی ۔

دوسری خوشی کی یہ خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خان صاحب موصوف کو اپنے فضل و کرم سے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو نیکی اور صحت کے ساتھ لمبی عمر مرحمت فرماوے ۔ آمین یا رب العالمین ۔

جارج گزٹ ایک نیا ہفتہ وار اخبار تاج پوشی جارج پنجم کی یادگار مین جناب سید محبوب شاہ صاحب بمقام داتہ ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ صوبہ سرحدی نکالنے لگے ہین ۔ اخبار کے دو چار پرچے دیکھنے سے پہلے کوئی رائے قائم نہین کی جا سکتی لیکن پراسپکٹس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخبار کو مفید بنانے کی کوشش کی جاوے گی ۔ یہ اخبار سر دست صرف اردو مین لیکن بعد مین افغانی ۔ انگریزی ہندی چار زبانون مین ہوگا ۔ قیمت عوام سے ہے اور طلباء سے عہ ہے ۔ ذیمقدرت احباب سے زیادہ ۔ باقی حالات مفصلاً پتہ سے معلوم ہو سکین گے بعض شرائط کے ماتحت خریدارون کو اصلی ممیرے کا سرمہ ۴ ماشہ اور دو کتابین مفت دینے کا وعدہ بھی کیا گیا ہے ۔

درخواست جنازہ ۔ قاضی نظیر حسین صاحب جنڈیالہ باغوالہ سے اپنی دختر امتہ اللہ بیگم مرحومہ کے واسطے احباب سے درخواست دُعائے جنازہ کرتے ہین ۔

اشتہار تبصرہ پر اعتراض اور اس کا جواب

تبصرہ پر جو کچھ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء نے لکھا تھا وہ بالکل برحق ہے ۔ نادانی ہے جو اس پر اعتراض کیا جاتا ہے اس کا جواب حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب نے دیا ہے وہ نقل کیا جاتا ہے ۔

یہ اشتہار تبصرہ اس وقت شائع کیا گیا ہے جب عبد الحکیم نے حضرت مرزا صاحب کی وفات کی میعاد چودہ ماہ مقرر کی تھی اُسوقت یہ لکھا گیا تھا کہ خدا نے دشمن کو جھوٹا کرنے کے لئے میری عمر بڑھا دی ۔ چنانچہ اگر وہ چودہ ماہ کی میعاد عبد الحکیم قائم رکھتا تو اس وقت اس کا یہ اعتراض ہو سکتا تھا کہ میری بتائی ہوئی میعاد کے اندر فوت ہو گئے مین اس لئے مین سچا ہون ۔ مگر جب اس نے خود اس پیشگوئی کو رد کر دیا اور لکھ دیا کہ بجائے چودہ ماہ والی پیشگوئی کے اب ۴ اگست کی تاریخ مقرر کی گئی ہے تو تبصرہ مین جو کچھ لکھا گیا تھا اس کے پورے ہونے کی ضرورت نہین رہی ۔ کیونکہ وہ اشتہار تو اس غرض کے لئے لکھا گیا تھا ۔ کہ جھوٹے اور سچے مین فرق ثابت کیا جاوے اور دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ کون جھوٹا ہے اور کون سچا ۔ پس جب اس نے ۴ ۔ اگست تاریخ وفات مقرر کر دی تو اب سچے اور جھوٹے مین فرق اس طرح ہو سکتا تھا کہ ایک دوسرے کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہو جاتا اور اس طرح اپنے آپ کو جھوٹا ثابت کر جاتا ۔ پس خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ۲۶ ۔ مئی کو وفات دے کر ثابت کر دیا کہ عبد الحکیم جھوٹا ہے ۔ چنانچہ تبصرہ کے الفاظ بھی یہی ہین کہ جو دشمن تیری وفات کی پیشگوئی کرتے ہین ۔ اون کو مین جھوٹا ثابت کرونگا پس صاف ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کا منشا اس جگہ دشمن کو جھوٹا ثابت کرنے کا تھا نہ کچھ اور ۔ چنانچہ جب اس نے اپنی پیشگوئی کو خود ہی رد کر دیا اور لکھا کہ اب ۴ ۔ اگست کی تاریخ مقرر ہو گئی ہے تو خدا تعالیٰ نے اس کو اس طرح جھوٹا ثابت کیا کہ آپ کو ۲۶ مئی کو وفات دیدی اور اس کی پیشگوئی ایک دیوانہ کی بڑ کی طرح رد ہو گئی ۔ اور جھوٹے اور سچے مین خدا تعالےٰ نے فرق کر کے دکھلا دیا کہ سچون کی باتین سچی اور جھوٹون کی جھوٹی ہوتی ہین چنانچہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اگر ایک شخص کو کہا جاوے کہ تو اس لئے ہلاک ہو جاوے گا کہ تو اسلام کو برا کہتا ہے اور گالیان دیتا ہے اس کے بعد وہ شخص اسلام لے آئے اور بڑا متقی اور پرہیزگار ہو جاوے تو وہ اس ہلاکت سے بچ جائیگا کیونکہ اس نے وہ بات چھوڑ دی ۔ اسی طرح یہان بھی یہی معاملہ ہے عبد الحکیم نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق پیش گوئی کی کہ وہ چودہ ماہ کے اندر فوت ہو جائین گے اور یہ میری سچائی کا نشان ہے اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے شائع کیا کہ ایسا نہین ہو گا بلکہ یہ خود میرے سامنے ہلاک ہو جائیگا اور یہ سب باتین اس لئے ہین کہ سچے اور جھوٹے مین فرق ہو جائے چنانچہ اگر یہ شخص اس پیشگوئی پر قائم رہتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے ہلاک ہو جاتا اور وہ زندہ رہتے ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کو تو اپنے نبی اور رسول کی سچائی ظاہر کرنی منظور تھی نہ کچھ اور ۔ مگر چونکہ بعد مین یہ اپنی بات سے پھر گیا اور اس نے چودہ ماہ والی پیشگوئی کو اپنی سچائی کا نشان قرار نہ دیا بلکہ لکھا کہ میری سچائی کا ثبوت یہ ہے ۔ کہ مرزا ۴ ۔ اگست کو فوت ہو جائیگا ۔ تو خدا تعالیٰ نے بھی اپنی پہلی بات کو منسوخ کر دیا اور جس راہ سے اس نے اس کے رسول کو پکڑنا چاہا تھا اسی راہ سے اس کو پکڑ لیا ۔ یعنے حضرت صاحب کو اس کی مقرر کردہ تاریخ پر وفات نہ دی اور ۲۶ ۔ مئی کو دی جو تاریخ خود آپ کے الہامات سے ثابت ہوتی تھی اور اس طرح خدا کا وہ کلام کہ جھوٹے اور سچے مین فرق کر کے دکھایا جائیگا پورا ہوا ۔ اور عبد الحکیم کے منہ پر کذاب کا ایسا بدنما داغ لگا جو قیامت تک مٹ نہین سکتا اور یہ بات جو مین نے لکھی ہے کہ جب عبد الحکیم نے چودہ ماہ والی پیش گوئی کو منسوخ کر دیا تو خدا نے بھی اپنے وعید کو دوسرے رنگ مین بدل دیا بے ثبوت نہین ۔ بلکہ قرآن شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے چنانچہ جن لوگون کے لئے فرمایا تھا کہ لهم فی الدنیا خزی

ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم۔ ان میں سے بھی بہت سے لوگ آخرکار ایمان لائے اور بڑے بڑے انعام و اکرام کے مستحق ٹھہرے پس اس جگہ بھی خدا تعالےٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق جس کی نسبت ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً کا حکم آیا ہے۔ عمل کیا اور جب عبدالحکیم خان نے اپنی پیش گوئی کو چھوڑ کر ایک اور پیشگوئی پر اپنی سچائی کا مدار رکھا تو خداوند تعالےٰ نے بھی اپنی بے پایان قدرتوں سے چاہا کہ اس کو اسی راہ سے ہلاک کرے۔ چنانچہ اس نے اس کی پیش گوئی کو بالکل غلط ثابت کر دیا اور اس نے بتایا تھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام ۴۔ اگست کو فوت ہوں گے مگر ایسا نہ ہوا۔ چنانچہ یہ جھوٹا ٹھہرا۔ اور تبصرہ میں بتایا ہوا عذاب۔

اذا فات الشرط فات المشروط

کے مطابق اس پر سے ٹل گیا۔ کیونکہ اس کو جھوٹا ثابت کرنا ضروری تھا۔ سو خدا نے ثابت کر دیا۔

پانچوین جو بات عبدالحکیم کے تمام دعاوی کو بالکل توڑ دیتی ہے اور اس کے جھوٹ کا قلع قمع کر دیتی ہے ایسی صاف ہے کہ خدا کے فضل سے اس کے بعد اس شخص کا ہاتھ کہین پڑ ہی نہین سکتا۔ اور خواہ یہ کتنے ہی دانت پیسے اور پیشانی کو رگڑے۔ ممکن ہی نہین کہ اپنے مطلب کے مطابق کوئی بات نکال سکے۔ چنانچہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو حضرت اقدسؑ نے کبھی کوئی الہام شائع نہین کیا جسمین یہ آیا ہو کہ عبدالحکیم تیری زندگی مین ہلاک ہو جاویگا۔ زیادہ سے زیادہ مندرجہ ذیل چند الہامات ہین۔ جن سے یہ اپنے مطلب کی بات نکالتا ہے مگر مین ثابت کرتا ہون کہ ہرگز ان سے کہین یہ ثابت نہین ہوتا کہ عبدالحکیم آپ کی زندگی مین ہلاک ہو گا۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ وہ الہامات اس وقت کے ہین جبکہ اس نے چودہ ماہ والی پیشینگوئی کی تہی اور اس پیش گوئی کے بدلنے پر ان الہامات کی سزا بھی اور رنگ مین بدل گئی۔ بہرحال وہ الہامات یہ ہین۔ رب فرق بین صادق و کاذب۔ انت تری کل مصلح و صادق۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔ تیرے دشمنوں کا اخزار وافنا تیرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا۔ چنانچہ ان الہامات سے کوئی بات ثابت نہین ہوتی جس سے یہ معلوم ہو کہ عبدالحکیم حضرت اقدس کی زندگی مین ہلاک ہو گا بلکہ یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا سچے اور جھوٹے مین فرق کر کے دکھلا دیگا اور وہ اصحاب فیل کی طرح ذلیل ہو کر ہلاک ہو گا اور اس کے تمام مکروفریب غارت ہو جاوین گے اور وہ بوجہ مخالفت حضرت اقدسؑ کے ہلاک ہو گا۔ اب ان الہامات کو دیکھ کر ہر ایک اہل عقل دیکھ سکتا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ نے کس طرح گھیر کر اس سے ۴ اگست والی پیشگوئی شائع کروائی اور کس طرح اس کے مکر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور تمام دنیا کی نظرون مین اس کو ذلیل کیا اور ان الہامات کے جو معنے حضرت اقدسؑ نے کئے ہین کہ وہ میرے سامنے ہلاک ہو گا یہ ایک اجتہادی غلطی تہی اور اجتہادی غلطی ہر نبی سے ہوتی رہتی ہے چنانچہ اس کی بہت سی نظیرین قرآن شریف اور احادیث صحیحہ مین موجود ہین مثلاً حضرت نوح کے قصہ کو ہی دیکھو۔ کہ ان سے وعدہ تھا کہ تیرے اہل بچائے جائین گے اور جب طوفان مین اپنے بیٹے کو غرق ہوتے ہوئے دیکھا تو انہون نے خداوند تعالےٰ سے کہا کہ رب ان ابنی من اھلی۔ یعنے اے خدا میرا بیٹا بھی تو میرے اہل سے ہے یہ کیون غرق ہونے لگا۔ تو اس پر خدا نے نہایت جھڑک کر جواب دیا۔ انہ لیس من اھلک۔ یعنے وہ تیرے اہل سے نہین اور فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم۔ یعنے ایسی بات مجھ سے مت پوچھ جس کا تجہ کو علم نہین۔ پھر حضرت یونس علیہ السلام کو بھی اجتہادی غلطی لگی اور جب ان کی پیشگوئی کے مطابق ان کی قوم ہلاک نہ ہوئی تو ایسے گھبرائے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی کلام مین فرماتا ہے کہ اگر خدا کا فضل نہ ہوتا۔ تو وہ ملزم کر کے پھینک دئے جاتے۔ چنانچہ قرآن شریف مین آتا ہے۔ کہ لولا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وھو مذموم۔

پھر حضرت موسےٰ علیہ السلام کو اجتہادی غلطی لگی اور انھون نے سمجھا کہ مین خود بنی اسرائیل کو کنعان مین پہونچاونگا۔ حالانکہ وہ راستہ مین ہی فوت ہو گئے اور ان کے ساتھی بھی قریباً تمام راستہ ہی مین فوت ہوئے۔ اور اون کو ایک خلیفہ نے بنی اسرائیل کو منزل مقصود تک پہونچایا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اجتہادی غلطی لگی اور انہون نے سمجھا کہ میرے حواریون کو دنیاوی بادشاہت ملے گی اور انھون نے اون کو حکم دیا کہ کپڑے بیچ کر تلوارین خریدو حالانکہ دنیاوی بادشاہت تو الگ رہی اون کو چین سے بیٹھنے تک نصیب نہ ہوا اور پھر آخر مین ہمارے سردار اور ہادی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہادی غلطی لگی اور آپ ایک کشف کی بنا پر حج کو چل دئے اور بڑی تکلیفون کے بعد وہان پہونچے۔ تو کام نہ ہوا۔ اور بے حاصل کئے مراد کے واپس آنا پڑا یہان تک کہ اس بات سے حضرت عمرؓ جیسے بزرگ کو ابتلاء کا سامنا ہوا پس غور کا مقام ہے۔ کہ جب اجتہادی غلطی کا ہو جانا کسی نبی کی شان پر کوئی دھبہ نہین لگاتا۔ اور اس سے اس کی سچائی پر کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعود جو پچھلے انبیاء کی سنت پر آئے ہین۔ اگر کوئی اجتہادی غلطی کر بیٹھین تو ان پر کیا الزام آسکتا ہے؟ اصل تو الہامات کو دیکھنا چاہئے کہ ان کے کیا معنے ہین۔ اور پھر یہ بات بھی ہوتی ہے۔ کہ ایک نبی سے ایک وعدہ ہوتا ہے اور وہ اس کے جانشین یا اس کی اولاد کے ہاتھون سے پورا ہوتا ہے۔ پس باوجود ان تمام دلائل کے جو مین اوپر بیان کر آیا ہون یہ مان بھی لیا جاوے کہ ۴۔ اگست کی پیشگوئی کے باوجود بھی تبصرہ والا اشتہار قائم رہا اور منسوخ نہین ہوا تو بھی کوئی الزام نہین آتا اور کسی بات سے حضرت اقدسؑ کی تکذیب اور عبدالحکیم کی تصدیق نہین ہوتی۔ کیونکہ جو معنے کئے گئے ہین وہ خدا کی طرف سے تفہیم نہین بلکہ اپنا اجتہاد ہے۔ پس اگر اس کے مطابق واقعہ نہ ہو تو ملہم کے الہام پر کوئی اعتراض نہین ہوتا بلکہ اس کی سچائی اور بھی ظاہر ہوتی ہے۔ کہ اس نے کوئی منصوبہ بنا کر الہام پیش نہین کئے تھے۔ بلکہ خدائے رحمان و رحیم کی طرف سے وہ الہامات تھے۔

نظم

(مورخہ ۲۰۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء کو مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے جلسہ مین پڑھی گئی)

آلہی فضل کی بارش تو کر دے ۔۔۔ مرادوں سے مرا دامن تو بھر دے
تو مالک اور ہم ہین تیرے بندے ۔۔۔ نہ کہنے سے ہین تو کریم گندے
بچالے نفس اور شیطاں سے ہم کو ۔۔۔ بچالے ہر برے انساں سے ہم کو
ہمین اسلام کا خادم بنالے ۔۔۔ غلامی سے تو بندوں کی بچالے
مسلط کر نہ ہم پر ایسے حاکم ۔۔۔ کہ جور و ظلم ہوں جن کے لازم
مرے بچو کہوں مین تم کو بھی ۔۔۔ کہ ہو جاوے خدا تم سب سے راضی
سنو کرتا ہون جو تم کو نصیحت ۔۔۔ نہ مانو گے تو پھر ہوگی فضیحت
تکبر کے نہ بھٹکو پاس ہرگز ۔۔۔ نہ شیخی کی کرو بکواس ہرگز
تکبر سے ہوا شیطان مردود ۔۔۔ تکبر سے ہوا مردود نمرود
نہ بھٹکو پاس چوری کے کبھی تم ۔۔۔ [illegible] تم
نگاہوں مین ہو بچشمو کی خفت ۔۔۔ نہین [illegible]
دعاؤن مین دکھاؤ ہستین تم ۔۔۔ تو پاؤ پھر جہاں مین عزتین تم
ستمگر سے نہ رکھو کام ہرگز ۔۔۔ نہ بھولو تم خدا کا نام ہرگز
نہ غفلت کے کبھی تم پاس بھٹکو ۔۔۔ جہاں دیکھو [illegible]
یہ دنیا چار دن کی چاندنی ہے ۔۔۔ یہاں آیا ہے جو [illegible] ہے
بھروسہ زندگی کا کچھ نہین ہے ۔۔۔ پہنچنا ایک دن زیر زمین ہے
جو نیکی ہو سکے سمجھو غنیمت ۔۔۔ یہی ہے تم کو ناظم کی نصیحت

[illegible]

ایڈیٹر صاحب نور افشاں غور فرماویں

کچھ دن ہوئے کہ شیخ تیمور صاحب نے ریویو آف ریلیجنز میں ایک مضمون لکھا تھا جس کا عنوان تھا "محبت کا مذہب" نور افشاں کے ایڈیٹر صاحب نے چونکہ ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ ہر ایک اسلامی صداقت پر حملہ کرے اس لئے اس نے اس مضمون پر بھی جرح قدح کی اس کے جواب میں شیخ صاحب نے اخبار بدر میں چند ایک سطور لکھیں۔ عادت کے موافق ایڈیٹر صاحب نور افشاں نے ان پر بھی اعتراض کئے منجملہ اور باتوں کے جو آپ کے مضمون سے استنباط ہو سکتی ہیں دو تین کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اوّل۔ یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ یورپ کی تہذیب کا منبع بائبل ہے اس کا بہت صحیح جواب تو شیخ صاحب کے لفظوں میں ہی ہے کہ جتنی دیر یورپ صحیح معنوں میں بائبل پرست رہا تب تک تو سخت جہالت کے گڑھے میں گرا رہا اور جب سے بائبل کی تعلیم کو اس نے خیرباد کہنا شروع کیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور افشاں اس تاریخی صداقت کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو ہم اس بات کو اور طرح پر واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یورپ کی تہذیب میں سب سے نمایاں بات یہ ہے کہ یورپ کے لوگ بڑے شوق سے نیچر کے راز کو معلوم کرنے کے درپے رہتے ہیں اور اسی دُھن میں رہتے ہیں کہ مادہ کا کوئی نیا خاصہ معلوم ہو جائے۔ ان کی اس جستجو اور تگ و دو کا نتیجہ وہ عظیم الشان عمارت ہے جس کو سائنس کہا جاتا ہے بلاشبہ حقیقت میں سائنس نے بے شمار فوائد دنیا کو پہونچائے ہیں اور یورپ کے گھر گھر اس کی بدولت سکھ اور آرام پہونچا ہے اب میں ایڈیٹر صاحب نور افشاں سے سوال کرتا ہوں کہ نیچر کی اس جستجو کے متعلق وہ بائبل کی کوئی آیت یا یسوع کا کوئی قول پیش کر سکتے ہیں کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ڈارون جیسے انکشافات واٹ اور سٹیفنس اور ایڈیسن وغیرہ کی ایجادات۔ نیوٹن اور ہرشل وغیرہ کی تحقیقات یہ بائبل کی کونسی تعلیم کا نتیجہ ہیں۔

دوسری بڑی بات جو میری رائے میں یورپ کی تہذیب کا خاصہ بن گئی ہے وہ یورپین اور امریکن ملکوں کی طرز حکومت ہے اس طرز حکومت نے افراد کی آزادی کو بہت کچھ بحال کر دیا ہے۔ ان کو گورنمنٹ کے معاملات میں دلچسپی دی گئی ہے اور بادشاہوں کے جابرانہ اختیارات کو ہمیشہ کے لئے چھین لیا جاتا ہے اس طرز حکومت سے جو جو برکات یورپ اور امریکہ نے حاصل کئے ان کے دیکھنے کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ مگر سوال پھر یہ ہے کہ کیا یہ بائبل کی تعلیم کے بالکل برعکس تو نہیں۔ کیا ایڈیٹر صاحب بتا سکتے ہیں کہ یہ طرز حکومت بائبل نے کہاں تعلیم کی۔

تیسری بات جو یورپ کی تہذیب میں بڑی نمایاں ہے وہ عورتوں کی آزادی ہے اس بارے میں تو یورپ اور امریکہ نے بلاکچھ مبالغہ کیا ہے مگر کیا یہ تاریخی صداقت نہیں کہ عیسویت کی آمد سے پہلے یونانی اور رومی تہذیب کے دنوں میں عورتیں زیادہ آزاد تھیں۔ اور زیادہ عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں اور عیسویت کی آمد اور مسیحی رسولوں کی تعلیم نے عورتوں کی ترقی کو کئی صدیاں پیچھے ڈالدیا اور اگر عورتوں کی حق رسی اور ان کی حرمت بائبل کے سبب سے ہے تو ہم ایڈیٹر صاحب سے پھر وہی سوال کریں گے کہ ہمیں بائبل کے وہ مقامات نکالکر بتائیں جہاں عورتوں کے حقوق کی تعیین کی گئی ہے۔

مگر ایڈیٹر صاحب شائد لکھیں گے کہ سائنس وغیرہ کوئی ایسی قابل قدر چیزیں نہیں۔ یورپ کو زیادہ تر ناز ہے اپنے اعلیٰ اخلاق پر۔ یورپ نے غلامی کا انسداد کیا یورپ دور دراز ملکوں میں تہذیب کی برکات پھیلانے کے لئے جاتا ہے اور یہ سب بائبل کی کرامت ہے۔ میں اب اس دعوے کا امتحان کرتا ہوں۔

بائبل کا مایہ ناز خلق ہے مقابلہ نہ کرنا جو ایک گال پر طمانچہ مارے دوسری آگے کرنا۔ جو کوٹ چھینے پتلون بھی اتار کر اس کے حوالہ کرنا۔ میں پوچھتا ہوں کیا بائبل کا یہ خلق یورپ نے برتا اور اگر یورپ یا امریکہ اس کو عمل میں لاتے تو وہ اس عروج پر پہنچتے ہر ایک شخص جو یورپ کے طریق عمل اور اس کے عروج کے اسباب سمجھتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ یورپ نے اس کے بالکل برعکس عمل کیا تبھی اتنی ترقی حاصل کی ورنہ یورپ ایک گداؤں کا ملک ہوتا۔ دوسرا خلق جس پر بائبل پرستوں کو ناز ہے وہ فروتنی ہے اب اس کا وجود کوئی بتا سکتا ہے کہ یورپ میں کہاں پایا جاتا ہے یہ خلق تو یورپ کی زندگی سے ایسا ہی مفقود ہے جیسے کوئی درخت کسی ملک سے بسبب آب و ہوا کی ناموافقت کے ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جاوے تیسرا بڑا اخلاقی اصول جو عیسویت نے تالمود سے لیکر دنیا کو دیا وہ یہ ہے کہ تو دوسرے سے ویسا ہی برتاؤ کر جیسا تو چاہتا ہے کہ وہ تجھ سے کرے اس خلق کا وجود بھی یورپ کی سرزمین میں بالکل عنقا ہے۔ یورپین قومیں دوسری قوموں سے جو برتاؤ کر رہی ہیں وہ سب جانتے ہیں بیان کی چنداں حاجت نہیں مختصراً یہ تو وہ اخلاق ہیں جو بائبل سکھاتی ہے۔ مگر یورپ نے نہیں برتے اور ان اخلاق کے نہ برتنے سے یورپ کی قومیں فتوحات کے میدان میں بڑھ رہی ہیں اب وہ اخلاق لیتے ہیں جو یورپ میں پائے جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آیا وہ بائبل کی تعلیم کا نتیجہ ہیں۔

یورپ کا سب سے بڑا خلق موجودہ زمانے میں ٹالیریشن ہے یعنی ایک دوسرے کے عقائد سے پرخاش نہ کرنا ہمارا دعوے ہے کہ یورپ کا یہ خلق بائبل کی تعلیم اور اٹھارہ سو برس کے عیسویت کے عملدرآمد کے بالکل برخلاف ہے آزادی رائے یورپ میں اُنیسویں صدی کا پودا ہے اور اسی صدی میں اس نے نشو و نما پایا ہے اور اس میں بہت کچھ اسلامی تعلیم کا اثر ہے جو اس مسئلہ میں نہایت واضح ہے۔ سو جو قرآن کریم فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین کیسی عظیم الشان تعلیم ہے درحقیقت یہ دنیا کو آزادی رائے کا میگناچارٹا ہے ...... عیسویت نے علوم و فنون وغیرہ کی ترقی کے لئے جو کچھ کیا اس کا تماشہ دیکھنے کے لئے ڈریپر صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے مختصر یہ کہ ہر موجد شیطان کا چیلا ہے اس کو یا زندہ جلا دو یا عقوبت کے ذریعہ اس کا شیطان نکالو جس نے اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا ہے یورپ کا بڑا کارنامہ ہے انسداد غلامی۔ جو لوگ غلامی کی تاریخ کو پڑھتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ بائبل کی حکومت کے ایام میں بائبل پرستوں نے جس خطرناک بیرحمی اور جس کپکپا دینے والی بیدردی سے غلامی کی تجارت کی اس کی نظیر ملنی ناممکن ہے یورپ کے خاکسار مسیحی افریقہ جاتے ہیں افریقہ کے بے بس اور بے خبر حبشیوں کے گاؤں کو گھیر کر مقابلہ کرنے والوں کو بندوق کا نشکار بناتے ہیں اور باقیماندوں کو جہاز میں لاد کر امریکہ میں پہونچاتے۔ رستہ میں انکو کئی کئی روز تک خدا کی نعمت نہیں دیتے بہت سے بھوکے مرتے ہیں ان کو سمندر میں پھینکتے ہیں اور باقیماندوں کے خون کو حرکت میں لانے کے لئے ایک معین وقت خوب چابک رسید کرتے ہیں کہ وہ درد سے تڑپیں اور اس طرح ان کی ورزش ہو افسوس ہے کہ عیسائی لوگ دوسرے لوگوں پر اعتراض کر کے خواہ مخواہ اپنا کچا چٹھہ ظاہر کراتے ہیں۔

لیکن جب سے بائبل کی تعلیم کا زور گھٹا غلامی سے لوگوں کو نفرت شروع ہوئی حتے کہ اس کا انسداد ہو گیا اس انسداد کا باعث عیسویت ہرگز نہ تھی۔ اگر تھی تو بائبل کی کوئی آیت یا مسیح کا کوئی قول نقل کیا جاوے۔ میں اس پر اکتفا کرتا ہوں صرف اتنا کہونگا کہ جس طرز کی زندگی بائبل پیش کرتی ہے یورپ کی زندگی کو اس سے کوئی نسبت نہیں۔ ان میں ایسا ہی فرق ہے جیسا چینی اور انگریزی میں ہو سکتا ہے اس کے برخلاف اسلامی تہذیب جس کی تعریف میں خود یورپ کے مورخ رطب اللسان ہیں قرآن کریم کی تعلیم کا تمام نتیجہ تھی ثبوت تاریخی طور پر یہ کہ قرآن کی آمد اور اشاعت اور اسلامی تمدن کا آغاز ایک ہی وقت ہوا اور قرآن کی آیات کثیر میں جو علم

کی تلاش کرو اور نیچر کے مطالعہ کو جو سب تہذیب و تمدن کی بنیاد ہیں۔ مذہبی فرض قرار دیتی ہیں۔ رب زدنی علما رسول کریم کی اور ہر مسلمان کی دعا ہے۔ عباد الرحمان کی صفت ہے۔ یتفکرون فی خلق السموات والارض الخ ارشاد نبوی ہے۔ اطلب العلم ولو کان بالصین۔ اس کے مقابل کوئی بائبل کی آیت! ندارد

یہ بالکل سچی بات ہے کہ جیسے مسلمانوں نے قرآن کریم کو پس پشت ڈالا تبھی سے ان کی تمدن کا زوال شروع ہوا اور جب پھر قرآن مجید کو پکڑ لین گے ان کا تمدن پھر ترقی کریگا اور یہ پھر دنیا کے ویسے ہی معلم بنین گے جیسے پہلے تھے۔

بڑے افسوس اور رنج کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ باوجود اس بات کے کہ مسلمانون کی طرف سے بسا اوقات نہایت ہی معقول جواب دیا جاتا ہے۔ مگر آریہ صاحبان اور عیسائی صاحبان وہی اعتراض انہین لفظون میں پھر دھرانے سے باز نہین رہتے۔ اس کا سبب یا تو یہ ہوگا کہ یہ لوگ جوابات کو پڑھنے کی تکلیف نہین اُٹھاتے اور یا یہ کہ تعصب نے ایسا اندھا کر دیا ہوتا ہے کہ انہین خوبی بھی عیب ہی نظر آتی ہے اسی نوٹ مین ایڈیٹر صاحب نے پھر وہی اعتراض کیا ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا

اب مسلمانون کے جوابات کو تو ایک طرف رکھو۔ جب ایک عیسائی مصنف مسٹر آرنلڈ نے صرف اشاعت اسلام کے مضمون پر ایک ضخیم کتاب لکھ کر اسے دنیا پر واضح کر دیا کہ اسلام اپنی اخلاقی اور روحانی جذب کے سبب سے زیادہ تر پھیلا ہے اور تلوار نے اس کے پھیلانے مین بہت ہی کم حصہ لیا ہے تو پھر ان لوگون کے اسی اعتراض کو دُھرانے سے ہمین سخت ہی تعجب ہوتا ہے۔ اگر ایڈیٹر نور افشان حق طلبی کی رُوح رکھتا ہو تو اسے چاہیئے کہ کم از کم اسی عیسائی مصنف کی کتاب منگا کر اسے غور سے پڑھے اور پھر اپنی ایمانداری کی رائے اپنے اخبار مین مشتہر کرے بہرحال اشاعت اسلام کے متعلق یہ چند امور خاص غور کے قابل ہیں۔

(۱) کہا جاتا ہے کہ رسول ص نے اپنا مذہب پھیلانے کے لئے تلوار چلائی مگر عقلمند یہ اعتراض پیش کرنے سے پہلے سوچیگا کہ جن لوگون نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر پہلے پہل تلوار اُٹھائی وہ کس تلوار کے ذریعہ ان کے حلقہ بگوش بنے تھے۔ جواب صاف ہے تو جس تلوار کے ذریعہ وہ ہزاروں شمشیر زن آپکی غلامی مین آ گئے کیا وہی تلوار دوسرون کے لئے کافی نہیں ہو سکتی تھی۔ دیکھو قرآن مجید کہتا ہے۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ۔ وہ تلوار وہی الٰہی فلسفہ تھا جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص مہارت تھی۔ بعض صاحبان اعتراض کیا کرتے ہیں کہ بعض لوگ لوٹ کی طمع سے مسلمان ہوئے تھے۔

لیکن جو لوگ ان اوّل مسلمانون کے حالات پڑھتے ہین انہین معلوم ہے کہ وہ رسول ص کے نام پر کس طرح جان دیدیتے تھے اور جو جنگون مین فتح پا کر واپس آتے تھے وہ کیسی سادہ اور بے نفس زندگیان بسر کرتے تھے اگر لوٹ مار کی انہین ضرورت ہوتی تو نہ تو وہ ایسی بے دریغ اپنی جانین دیتے اور نہ ہی ایسی زندگیان ایسی پاکیزہ اور بے طمع ہوتین جیسے کہ تاریخ دان جانتے ہین کہ وہ تھین۔

(۲) ہر شخص جو کسیقدر جغرافیہ جانتا ہے اُسے معلوم ہے۔ کہ ہر ایک اسلامی ملک مین دوسرے مذاہب کے لوگ برابر پائے جاتے ہین۔ روم مین عیسائی نصفا لنصف ہون گے۔ ایران مین اب تک آتش پرستون کی بستیان موجود ہین۔ مصر مین برابر قبطی پائے جاتے ہین اب غور کے قابل یہ بات ہے۔ کہ جب مسلمانون کی اپنی تعداد تھوڑی تھی تب تو انہین اپنے مفتوحہ ممالک مین (بقول مخالف) کچھ لوگون کو بزور شمشیر مسلمان بنالیا۔ تو جب ان کی تعداد بڑھ گئی تو بھلا اس وقت ان کو کس بات نے اس سے روکا کہ باقیماندون کو مسلمان بنا ڈالین۔

(۳) جو لوگ زور سے مسلمان کئے جاتے ان کے دل مین تو مسلمانون کے برخلاف خطرناک عداوت ہونی چاہیئے تھی جو نسلاً بعد نسلاً اپنا اظہار بغاوت کے رنگ مین یا نفاق کے رنگ مین کرتی۔ لیکن کیا اس کا کوئی ثبوت تاریخ دیتی ہے کہ ایسا ہوا بلکہ اس کے برخلاف دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگون مین اسلام پھیلا انھون نے اپنے فاتحون سے بڑھ کر اسلام کے پھیلانے کو اپنے لئے باعث عزت سمجھا۔

(۴) چین مین اس وقت پانچ چھ کروڑ مسلمان موجود ہین اور مغربی صوبے تو قریباً سب ہی مسلمان ہین کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ چین مین اسلامی تلوار کب چلی تھی۔

(۵) چنگیزی نسل اسلام کے بدترین دشمن تھے لکھا ہے کہ چنگیز خان نے اپنی زندگی مین ایک کروڑ مسلمان کو قتل کیا۔ در بہت سی اسلامی سلطنتون کو تباہ و غارت کیا۔ مسلمان سلطنتون کی بربادی کا کام جو اس نے شروع کیا تھا وہ اس کے بیٹون اور پوتون نے جاری رکھا حتےٰ کہ ۱۲۵۸ء مین ہلاکو خان نے بغداد جو اسلام کا مرکز جانا جاتا تھا تباہ کر کے وہان کے ۲۵ لاکھ مسلمان آبادی کو قتل عام کیا اور وہان کے کتب خانون اور عجائب خانون کو خراب کر کے تاریخ مین ایک بے نظیر نام پیدا کیا مگر اسی چنگیز اور ہلاکو کی اولاد جب اسلامی تمدن اور اخلاق اور روحانیت کے اثر کے نیچے آئے تو کون نہین جانتا کہ ابھی ہلاکو کو مرے پچاس برس بھی گزرے تھے کہ فاتح سے مفتوح بن گئے اور ان کے جانشین اسلام کے پھیلانے مین ویسے ہی سرگرم نکلے جیسے وہ خود اس کے تباہ کرنے مین تھے۔

(۶) کہا جاتا ہے کہ ہندوستان پر محمود غزنوی کے حملے صرف اسلام پھیلانے کی غرض سے تھے اس سے جھوٹی بات اور کوئی نہین ہو سکتی۔ کیا کوئی شخص ان آدمیون کی تعداد بیان کر سکتا ہے جن کو محمود نے یا کسی اور حملہ آور نے مسلمان بنایا بلکہ یہان تک تاریخ کی صحیح شہادت ہے کہ ان لوگون کے حملے محض انتقامی یا دفاعی تھے اور بعضون کے فتوحات کے لئے تھے۔ محمد بن قاسم کا حملہ انتقامی تھا۔ سبکتگین کا حملہ جے پال کے حملے کا جواب تھا محمود کے حملے یا بغاوتون کو فرو کرنے کے لئے تھے یا حملون کے جواب تھے اور بعض ممکن ہے فتوحات کی خاطر بھی ہون۔ مگر اس پر عیسائی کیا اعتراض کر سکتے ہے جب اس بیسوین صدی مین بھی عیسائی بادشاہون کی طرف سے برابر فتوحات کا سلسلہ جاری ہے۔

(۷) اس وقت افریقہ مین اسلام اس سُرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے کہ پادری صاحبان کے دل سہم گئے ہین اور انکو خطرہ پڑ گیا ہے کہ شاید چند سالون مین سب افریقہ مسلمان ہو جاوے گا۔ ان کا یہ خطرہ یہان تک بڑھ گیا ہے کہ وہ اس کی روک کے لئے دبی زبان سے عیسائی تلوار کی مدد مانگ رہے ہین جو مل بھی رہی ہے۔ افریقہ مین اشاعت اسلام کا یہ حال ہے کہ بقول مسٹر باسورتھ سمتھ سیرالیون کی انگریزی بستی مین جتنے مسلمان ہین ان مین دو تہائی ایسے ہین جو عیسائیون یا دوسرے مذاہب سے مسلمان ہوئے ہین اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی تلوار ہے جو افریقہ مین چل رہی ہے اس کا جواب اڈیٹر صاحب دین۔

باقی رہی یہ بات کہ اسلام اشاعت مذہب کے لئے تلوار استعمال کرنے کی تاکید کرتا ہے اس کے لئے مین صرف اتنا کہنا کافی سمجھتا ہون کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ یہ مضمون بہت لمبا ہو سکتا ہے مگر فی الحال اتنا کافی ہے۔ (راقم ایک مسلمان)

اسٹیل ٹرنکس

ہمارے دوست میان عبد الغنی صاحب احمدی نے ہوڑہ قریب کلکتہ مین فولادی بکسون کا اور ٹرنکون کے بنانے کا کارخانہ کھولا ہے۔ ہم نے بھی ان کے کارخانہ کا بنا ہوا ایک ٹرنک دیکھا ہے۔ بلحاظ مضبوطی اور خوبصورتی کے قابل تعریف ہے۔ جن ناظرین اخبار کو اسٹیل کے ٹرنک اور بکس وغیرہ درکار ہون وہ ان سے خط وکتابت کرین۔ تو اُمید ہے کہ انہین فائدہ رہے گا۔ پتہ یہ ہے۔

عبد الغنی مالک کارخانہ اسٹیل ٹرنکس بے لی لی آس روڈ متصل ہسپتال ضلع ہوڑہ۔

امشاج

۴۳ د ۴

پس بعض حکمار نے کہا ہے کہ بچہ محض ماں کے نطفہ سے بنتا ہے۔ باپ کا نطفہ صرف اس میں ایک تاثیر کرتا ہے ایسی کہ اس سے مولود پیدا ہو لیکن باپ کے نطفہ سے مولود کا کوئی جزو واقعہ نہیں ہوتا۔ اس جگہ یہ تذکرہ بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ ایک موقعہ پر ڈاکٹر محمد رضا خان صاحب غیر احمدی ہسپتال چھاؤنی دلکشا لکھنو اور اس عاجز کا سامنا ہوا۔ دوران گفتگو میں فرمایا کہ اگر ہم مجرد نطفہ مرد کا کسی آلہ کے ذریعہ سے رحم عورت میں داخل کر دیں۔ تو اس تنہا نطفہ سے تخلیق جنین ہو سکتا ہے مجھے ڈاکٹر صاحب کے اس تجربہ پر ایک خاص تحقیق کی روشنی ڈالنی پڑی اور وہ یہ کہ فاضل گیلانی نے شرح قانون میں کہا ہے کہ مادجل (نطفہ مرد) قوت فاعلہ تخلیق و تصویر کی نہیں رکھتا کیونکہ وہ تاثیر میں بہ نسبت معتدل کے گرم خشک زیادہ ہے اس لئے مرد کے نطفہ میں قوت عاقدہ اور منعقدہ نہیں ہو سکتی۔ جرمنی ڈاکٹران بھی اس بات کے قائل ہیں کہ مرد کے قوام سے بچہ کا کوئی حصہ نہیں بنتا کیونکہ مرد کا نطفہ بعد انزال رحم میں مقید نہیں رہتا بلکہ وہ بتدریج رحم سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر باہر نکل جاتا ہے اب آلہ سے مرد کا قوام رحم میں پہنچا کر بچہ جنوانے والے ناظرین جرمنی ڈاکٹروں کے ان مجربہ اقوالوں کو ملاحظہ کریں۔ معہذا انگلستان کے ڈاکٹروں کی تحقیقات جو فی زمانہ ثبوت یقینی بذریعہ برہان لمی حاصل ہو چکی ہے اور جس کا پایہ استدلال عقلی میں کمال کو پہونچ چکا ہے وہ میرے نزدیک نئی روشنی کے ڈاکٹروں کے حق میں از قسم مرئیات ہے اون کا قول ہے کہ عورت کے نطفہ میں بیضہ ہوتا ہے اور مرد کے نطفہ میں ایک کیڑا از علق مانند بچہ ماہی کے ہوتا ہے۔ یہ حیوان نطفہ کے ساتھ رحم میں جاتا ہے اور بعد انزال اپنی حرکت ذاتی سے ۱۲ منٹ میں نصف انچ بڑھ جاتا ہے۔ اگر نطفہ عورت کا اپنے مقر اور محل تولد سے جو دونوں کیسہ جانب یمین و یسار میں نکل کر ہنوز رحم میں داخل نہیں ہوا۔ تو یہ حیوان رحم میں جا کر اون بیضات منویہ کے پس رحم متلاشی بحرکت دورہ پھرتا ہے۔ جب وہاں کچھ نہیں پاتا نکل آتا ہے اور فوراً مر جاتا ہے۔ اب آلہ سے ماء رجل کو رحم میں پہونچا کر تخلیق اولاد کے قائلین غور فرما دیں کہ جب رحم میں رطوبت بیضا قابلۃ للانعقاد والتصویر دونوں کیسوں یمین و یسار سے خارج ہو کر قبل سے جب رحم میں پہنچی ہو نہیں ہے تو پچکاری سے مرد کا نطفہ پہونچا ہوا کیا کام دیگا۔ کیونکہ اگر دونوں کیسوں سے نطفہ عورت کا نکل کر اندرون رحم قبل اس حیوان کے پہنچنے کے جا چکا ہے۔ تو یہ حیوان اس بیضہ سے اپنا سر رگڑ کر مرجاتا ہے اور بعد اس کے رفتہ رفتہ رحم سے مرد کا نطفہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تمام و کمال نکل جاتا ہے تب وہ بیضہ آناً فاناً وسیع ہو کر اس میں خون جمع ہو جاتا ہے پھر بچہ کامل ہوتا ہے لیکن باپ کے نطفہ سے کوئی جزو بدن مولود کا نہیں ہوتا۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ ماں کو کس قدر بچہ سے شرکت و مناسبت ہے کیا اب بھی کوئی جائے محل باقی ہے کہ ماں کو نادانی سے ظرف مخفی کہیں تو یہ ان کی جوانمردی ہے حقیقت امر یہی ہے کہ جو کچھ ہے وہ ماں ہی ہے اور تمام وجود و نشو و نمائے مولود اسی سے ہے۔ اس صورت میں نسبت ابن لام کو جد مادری کی طرف حقیقی اور اولی ہے اور اسی نسبت حقیقی سے مخبر صادق ؐ نے آنے والے مہدی کو فاطمی رضؓ کہا ہے چنانچہ احتجاج طبرسی میں منقول ہے کہ ہارون عباسی نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا۔ کہ تم نے یہ کیوں جائز رکھا ہے کہ تمہیں عامہ و خاصہ فرزند رسول خدا کہتے ہیں۔ حالانکہ تم اولاد علی رضؓ ابن ابی طالبؓ سے ہو اور شخص منسوب اپنے باپ سے ہوتا ہے اور فاطمہ رضؓ ظرف مخفی ہیں تو امام ہفتم نے اس کے جواب میں وہی ثبوت پیش کیا جیسا کہ آنے والے مہدی علیہ السلام نے اپنے فاطمی رضؓ ہونے کا دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ میراث منحصر ہے نسبت اور سبب میں۔ یعنے وراثت والدین کے اقربا میں بسبب نسب کے ہے نہ باعث سبب کے۔ کیونکہ متقربین اب اور متقربین ام کی وراثت نسبی ہے نہ سببی۔ اسی تمسک پر شیخ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اور محمد یعقوب رضؓ نے کافی کلینی میں بروایت امام محمد باقر علیہ السلام حسین رضؓ کو فرزند رسول خدا تسلیم کیا ہے۔ عاجز نے بسبیل غایت ثابت کر دیا ہے کہ ابن البنت کا بھی انتساب جد مادری کی طرف سے باعتبار نطفہ ام کے حقیقی ہوتا ہے پس جہاں تحقیق حقیف ممکن ہے۔ وہاں تکلفات کے ارتکاب کی کیا ضرورت ہے۔ اب بھی اگر آنے والے مہدی رضؓ کو فاطمی رضؓ نہ مانے تو یہ اون کی عداوت اور سفاہت ہے۔ ورنہ بنی آدم میں فرزندان پسری اور فرزندان دختری دونوں داخل ہیں جیسا کہ شیخ ابن حجر کتاب صواعق محرقہ میں اسناد نقال سے لایا ہے۔ کل احن ینسب الیہ اولاد بناتہ یعنے شیخ کا مذہب بلاشبہ یہی ہے کہ فرزندان پسری اور فرزندان دختری دونوں کا احد الانتساب ہیں جس کی تقویت اور تصیر کے لئے ہم کلام ربانی کو استوا کرتے ہیں۔ واذا اخرجنا من بنی آدم من ظھورھم ذریاتھم۔ کیا اب بھی آنے ہوئے مہدی مسعود کو فاطمی رضؓ نہ مانو گے۔ تو کیا فاضل بیضاوی کو بھی جھٹلاؤ گے۔ جیسا کہ اس نے کہا۔ ھو ابن مریم وفی ذکرت دلیل ان الذریۃ متناول اولاد البنت یعنے یہ کہ بے شک عیسے مریم کے بیٹے ہیں لیکن اون کا شمار اولاد ابراہیم سے واصلی و قریب تر سے ہے۔ اسی امر کو شاہ صاحب نے بھی اپنی کتاب سر الشہادتین میں ہمارے دعوے کی تقویت کی ہے کہ ابن البنت مثل ابن الابن کے ہوتا ہے۔ قولہٗ

ان ابن الابنت لہ حکم الابن ولہذا یعبہ عیسیٰ فی بنی اسرائیل۔ یعنے فرزند دختر کے واسطے بھی ابن کا حکم ہے جیسے کہ عیسےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں شمار کئے گئے۔ جیسا کہ آنے والے مہدی کا شمار بنی فاطمہ میں ہوا۔

فاضل فیروز آبادی نے قاموس میں کہا ہے۔ والابن ھو الولد۔ اور ایسے ہی اللہ بزرگ برتر کا ارشاد ہے۔ یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم۔ پس ان دونوں مقدموں سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابن الابنت بھی ابن الابن دادا کے لئے ہے۔ خواہ وہ پدری یا مادری۔ آبا میں شامل و داخل ہے جیسے کہ کتاب کافی میں منقول ہے کہ ایک روز امام ابو الحسن رضؓ روضۂ سرور کائنات پر تشریف لے گئے اور فرمایا السلام علیکم یا ابت۔ یعنے رحمت خدا کی نازل ہو آپ پر اے پدر عالی مقدار اس پر ہارون کو تعجب ہوا کہ ابو الحسن رضؓ کے باپ رسول ؐ خدا کیوں کر ہوئے اسوقت امام مذکور نے ہارون کو عیسے کی نسبت یاد دلائی۔ تب ہارون نے سوچا کہ بے شک عیسے کا اتصال بنی اسرائیل میں بجز مریم کے اور کچھ نہیں اب حضرات شیعہ اسی نسبت مادری کو ملحوظ خاطر کر کے مہدی مسعود پر ایمان لائیں۔

بالجملہ کمال الدین بن طلحہ اپنی کتاب مطالب السؤل فی مناقب آل رسول میں اور فاضل بحرانی کتاب حدائق میں اس بات کے قائل ہیں۔ کہ قوت نسب پدری کی شرف مادری کے لئے معارض ہوتی ہے اور کبھی ایسی ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نسب مادری نسب پدری پر غالب آ جاتا ہے جیسے کہ امام جعفر صادق رضؓ کو لوگ ہمیشہ ابن الصدیق کہتے تھے۔ کیونکہ آپ کی والدہ شریفہ بنت قاسمؒ بن محمدؓ بن ابوبکر رضؓ تھیں اور ایسے ہی حضرت عباس رضؓ ابن ابی طالب کے مقابلہ میں آنحضرتؐ نے حسین علیہ السلام کو ہذا ابنی سید فرمایا۔ یہ وہی نسبت مادری شرف اند وز ہے جس کے وارث حسب بشارت مہدی آخر زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئے۔ ہم پھر اصل مدعا پر واپس آ کر عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عورت میں بالقوی یہ مادہ ودیعت کیا ہے کہ وہ بغیر مرد کے بھی تخلیق جنین کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اب اگر کوئی

معتزلہ وجہمیہ تو صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ ارسطو وغیرہ ان متکلمین کی نسبت بہت جاہل ہے دیکھو کتاب۔ باقی آیندہ انشاء اللہ

الراقم

مرزا اسلام الدین احمد۔ احمدی ناظر انجمن احمدیہ لکھنؤ

احسن القصص

یہ سورۃ یوسف کا ترجمہ اور اس کی تفسیر ہے جو قاضی اکمل صاحب نے لکھی ہے۔ ترجمہ تحت اللفظ۔ بڑی توجہ و محنت کے ساتھ بطور نمونہ کیا گیا ہے پھر ہر لفظ و آیت کی تشریح نہایت بسط سے کی گئی ہے جس قدر مٹیریل مل سکا۔ وہ جمع کر دیا گیا اور ان تمام الزاموں کو اٹھایا گیا جو حضرت یوسف ؑ کی ذات پر لگائے گئے تھے اور اس بیان کو سیدنا خاتم النبیین کے آیندہ حالات کی نسبت بطور پیشگوئی بنایا گیا ہے اس کے علاوہ جس قدر اخلاقی نتائج نکل سکتے تھے وہ نکالے گئے ہیں۔ اخیر میں اسی قصہ کو تصوف کے رنگ میں اپنے وجود پر وارد کرکے دکھایا گیا ہے۔ لکھوائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ہے قیمت صرف ۲؍ رکھی گئی ہے تمام احمدی دوست اسے منگواکر پڑھیں اور غرباء میں مفت تقسیم کریں۔ یہ کتاب بدر بک ایجنسی سے مل سکتی ہے۔

علماء خلف

خدائے تعالیٰ میر قاسم علی صاحب اڈیٹر الحق و رسالہ احمدی نمبر ۱ بیرام خان دہلی کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے حدیث نبوی علماءھم شر من تحت ادیم السماء۔ من عندھم تخرج الفتنۃ فیھم تعود۔ کی تفسیر میں آجکل کے علماء کے ان فتن کا حال لکھا ہے جو انہی کے ہاتھوں سے برپا ہو کر پھر انہی میں پوشیدہ ہو گئے۔ بظاہر یہ رسالہ بہت سخت معلوم ہوتا ہے مگر بغور دیکھا جاوے تو میر صاحب نے ایک حرف اپنی طرف سے نہیں لکھا بلکہ انہی کا جوتا انہی کے سر پر مارا ہے آپس میں جو گند یہ بزرگان قوم ایک دوسرے پر پھینک رہے تھے چونکہ اس سے کسی سفید پوش بھلے مانس کے کپڑے خراب ہو جانے کا اندیشہ تھا اس لئے آپ نے نہایت احتیاط سے وہ سب کچھ جمع کر کے انہی کے گھروں میں پھینک دیا ہے۔

یہ رسالہ کیا ہے آجکل کے علماء و فقراء کے حالات کا آئینہ ہے۔ ان خنزیر جو۔ جو ان فتن کا مرکز ہے اسے خصوصیت سے خطاب فرمایا ہے ہر ایک احمدی اسے منگواکر مطالعہ کرے قیمت ۸؍ لکھوائی چھپوائی عمدہ۔ قریباً دو سو صفحے حجم ہے یہ رسالہ دفتر بدر میں نہیں بلکہ مذکورہ بالا پتہ پر مل سکتا ہے۔

یادگار الفت

شیخ رحیم بخش صاحب واعظ نومسلم ازکوچہ قادر لوہ گڑھ۔ ہاتھی دروازہ دفتر راجپوتان

امرتسر) نے اپنی مسز مرحومہ کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کے رنگ میں حضرت مسیح کی آمد ثانی کا مسئلہ واضح کیا ہے اور ضمناً یسوع و یسوع کی بھیڑوں کا روحانی نقشہ مشن اور مشنری اعتقادات کا آئینہ دکھا دیا ہے۔ پھر جناب ختمی مآب کی رسالت کا ثبوت بائبل سے کیا ہے۔ بہت عمدہ کتاب ہے۔ ۰ صفحہ حجم۔ قیمت نصف آنہ

ریویو

الاسلام - چودہری عبداللطیف صاحب آف گنا چور کی ادارت میں لاہور سے نکلنا شروع ہوا۔ آپکے مقاصد میں ہے۔ اسلام کی صداقت کا اظہار۔ ہندو مسلمانوں میں اتحاد۔ تمام اسلامی فرقوں میں اتحاد گورنمنٹ کی اطاعت کا وعظ۔ اسلامی غیر اسلامی ضروری خبریں ۱۶ صفحہ حجم۔ ہر جمعہ دارالسلطنت پنجاب لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ قیمت سالانہ تین روپے (۳؍) اللہ تعالیٰ اسے ترقی بخشے۔ برادران طریقت اپنے بھائی کی مدد کریں۔

ابطال الوہیت المسیح والتثلیث

مکرم سید محمد عبدالحی عرب صاحب نے عربی میں یہ ۵۰ صفحے کا رسالہ تالیف کرکے نہایت عمدہ کاغذ پر خوش خط چھپوایا ہے۔ یہ رسالہ واقعی نہایت ہی عجیب و غریب ہے آپ نے بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ مسیح ناصری کی الوہیت اور یسوعیوں کے عقیدۂ تثلیث کی تردید فرمائی ہے رسالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی محنت سے لکھا ہے۔ آپ نے یسوعیوں کے تمام تیو تواز کو جمع کرکے ایک ایک کا رد کیا ہے۔ تمام احمدی بھائی عرب صاحب کو اس کتاب کی اشاعت میں امداد دیں قیمت صرف ۲؍

اسلام اور بدھ مذہب

ناظرین کو یاد ہوگا سنہ ۱۰ء میں ایک مضمون بدر میں چھپا تھا جس میں بدھ ازم کی تعلیم کا (جس پر مولوی عزیز مرزا سکرٹری مسلم لیگ نے لکھا کہ اخلاق کے ایسے اعلےٰ نمونے دنیا کے لٹریچر میں عدیم المثال ہیں) قرآن مجید کی پاک و اعلےٰ تعلیم سے مقابلہ کرکے دکھایا گیا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم ہر پہلو سے جامع و اولیٰ ہے۔ اب میاں محمد یٰسین صاحب سہارنپوری نے اسے رسالہ کی شکل میں چھپوایا ہے۔ ۴۴ صفحے حجم۔ چھپوائی اور کاغذ عمدہ۔ لکھوائی اچھی ہو جاتی۔ تو نوراً علیٰ نور ہو جاتا۔ قیمت صرف تین آنے (۳؍)

ضرورت دکاندار

چودہری غلام حسن صاحب احمدی سفید پوش چک نمبر ۱۰۵ علی آباد ڈاکخانہ چنیوٹ روڈ ضلع لائل پور میں ایک دکاندار کی ضرورت ظاہر کرتے ہیں۔ جو صاحب احمدی وہاں دوکان کرنا چاہیں انکو وہ مال سرمایہ بہم پہنچانے میں امداد دینے کے واسطے بھی طیار ہیں خط و کتابت چودہری صاحب موصوف کے ساتھ پتہ بالا پر ہو

استانی کی ضرورت

ہمارے مکرم دوست سید عابد حسین صاحب احمدی بی۔اے تحصیلدار بکسوا ہاء ڈاکخانہ گل گنج براہ ریاست چھتر پور ملک بندیلکھنڈ کو اپنی اہلیہ کی تعلیم کے واسطے ایک استانی کی ضرورت ہے مذکورہ بالا پتہ پر خط و کتابت کی جاوے۔

احمدیہ بلڈنگس

ایک صاحب جو قبل ازیں پیر صاحب گولڑوی کے مرید تھے اور عرصہ ایک سال سے سلسلہ حقہ میں شامل ہیں اپنا ایک خواب لکھتے ہیں جس میں سے کچھ اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔

میں بڑے بڑے وظیفے پڑھا کرتا تھا لیکن اس ایک سال میں یعنی جب سے حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کی ہے میں اپنے اندر ایک عجیب روشنی دیکھتا ہوں۔ اور اس روشنی کی شعاعیں دو طرح میرے اوپر وارد ہوتی ہیں۔ ایک دعاؤں کے وقت رقت اور دوسرے سچی خوابیں۔ ...... دارالامان جانے سے پہلے میں نے جس طرح خواب میں مسجد اقصیٰ دیکھی تھی۔ اسی طرح وہاں جاکر دیکھ لی اب ایک خواب عجیب میں نے دیکھی ہے اس کا کچھ ذکر کرتا ہوں۔ ایک اور عمارت دیکھی یہ مکان ظاہراً انگریزی فیشن کا معلوم ہوا یعنے کواڑ اور شیشے تو برائے نام انگریزی قسم کے تھے لیکن پر اس قدر میلے اور بوسیدہ تھے کہ میری طبیعت خوشی سے اس کو نہ دیکھنا چاہتی تھی میں نے اٹکل سے معلوم کیا کہ یہ شاید پیر صاحب (گولڑوی) کا مکان ہو کیونکہ پہلے مکان سے حیثیت میں اچھا تھا اس لیئے میں نے اس مرید سے جو میرے ساتھ پوچھا کہ کیا آپ اندر ہیں اس نے جواب دیا کہ ہاں اندر ہیں لیکن اس وقت سوئے ہونگے میں نے اسے تو کہا کہ اچھا سونے دو اور دل میں کہا کہ بہتر ہے سوئے ہی رہیں یہاں سے گذر کر ہم یعنی میں اور پیر صاحب کا مرید ایک گلی سے گذرے ..... ہم ایک دکان پر کھڑے ہوگئے اور میرے ہمراہی (مرید گولڑوی) نے ایک رکابی دوکان سے کھانے کو لی اس رکابی میں ظاہراً فرنی معلوم ہوتی تھی لیکن جس وقت وہ کھانے لگا مجھے بھی اس نے کھانے کو کہا۔ لیکن میں نے انکار کیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ تو سارا گندبلا ہے اور سب برتنوں میں یہی رکھا ہے۔ مجھے اس شخص سے ہی اور سب دوکانوں سے بھی نفرت ہوگئی۔ اتنے میں کسی نے زور سے آواز دی۔ **احمدیہ بلڈنگس**۔ یہ آواز سنتے ہی

میں نے جو دیکھا عرض کرتا ہوں۔ اپنے سامنے کچھ فاصلہ پر ایک بڑا قلعہ پختہ اینٹوں سے بنا ہوا جس کے دونوں طرف بہت بڑے بڑے دو گنبد اور کئی چھوٹے چھوٹے گنبد دیکھے۔ اس قلعہ کے مین وسط میں ایک بڑی مسجد دیکھی اور اس کے بھی دو مینار بہت بلند اور باقی چھوٹے تھے۔ یہ قلعہ اور مسجد اس قدر بلند اور عظیم الشان تھے۔ جسکی نظیر میں نے اب تک اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی۔ گو عصر کا وقت تھا۔ لیکن سورج نے اپنی پوری روشنی دینی شروع کی۔ اور اس سے پہلے اندھیرا تھا۔ میں نے دہلی کی بادشاہی مسجد بھی دیکھی ہے۔ لیکن یہ نسبت ... قلعے بھی کئی دیکھے ہیں لیکن یہ عظیم الشان بلند اور مضبوط قلعہ دیکھ کر خواب میں ہی مجھے خیال آیا۔ کہ اس قلعہ کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی بعض عمارتوں کو دیکھ کر انسان کے دل پر حیرت یا ایک قسم کا رعب واقع ہوتا ہے۔ جو کبھی خوشی نہیں ہوتی۔ لیکن مجھے اس عالیشان قلعہ کو دیکھ کر اس قدر خوشی ہوئی۔ جسکی لذت میں بیان نہیں کر سکتا۔ ہاں صرف ایک سکنڈ کے واسطے یہ خیال دل میں آیا کہ میں نے قادیان میں پہلے یہ قلعہ نہ دیکھا تھا۔ جس کا جواب معلوم نہیں کس نے دیا یہ سُنا کہ یہ مکان موجود تھا۔ میں خود نہ دیکھ سکا۔ ...... اس پختہ قلعہ کے بالمقابل اور میرے بالکل قریب ایک قلعہ دیکھا یہ کچا تھا اور نہ کوئی گنبد اس میں تھا لیکن اس کی دیوار جس کے پاس میں کھڑا تھا۔ بہت بلند تھی اور مٹی جس سے اس کا پلستر یعنے لیپائی ہوئی تھی اس قدر صاف اور خوش رنگ تھی۔ کہ بہت پیاری معلوم ہوتی تھی۔ اور منڈیر سارے چونے گچ تھے۔ ان دونوں قلعوں کے درمیان اور کچے قلعہ کے نزدیک دو دکانیں تھیں جو ان کے سامنے ہیچ معلوم ہوتی تھیں اور اسی وقت خواب میں میری زبان پر حضرت مسیح موعود کے یہ شعر جاری ہوگئے۔ ؎

دنیا کی سب دکانیں ہیں ہم نے دیکھیں بھالیں

کچے قلعہ کی نسبت جس کے بالکل قریب میں کھڑا تھا۔ مجھے گمان ہوا کہ یہ شاید ہم ضعیفوں کے واسطے ہے۔

کمترین غلامان مسیح موعود شیخ فضل کریم سٹیشن ماسٹر
بابری باندہ۔ ضلع کوہاٹ

چوہدری علی محمد خان صاحب موضع علی پور تعلقہ شیخوپورہ اپنے احمدی ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے استقلال بخشے۔ آمین۔

خواجہ صاحب کا لیکچر امرتسر میں

بروز اتوار قادیان سے واپسی کے وقت

خواجہ کمال الدین صاحب امرتسر میں ٹھہر گئے اور انھوں نے بابو سفدر جنگ صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس کے مکان پر وعظ فرمایا۔ اعلان عام نہیں کیا گیا تھا۔ مگر پھر بھی تین سو کے قریب سامعین ہو گئے۔ وعظ نے سامعین پر بہت عمدہ اثر کیا اور اب لوگ خواجہ صاحب کے عام طور پر وعظ کرائے جانے کی درخواست کرتے ہیں۔ عباد اللہ

نماز جنازہ۔ منشی محبوب عالم صاحب احمدی گوجرانوالہ سے اپنی ہمشیرہ مرحومہ حسین بی بی کے واسطے احباب سے درخواست دعا نماز جنازہ کرتے ہیں۔

ضرورت نکاح

ایک احمدی دوست نوجوان عمر ۲۰ سال قوم زمیندار ... ساکن راجیکی ضلع گوجرات حال مدرس مدرسہ رسُول ضلع گجرات جو نہائت ہی صالح اور خلیق اور شریف آدمی ہیں اور جن کی علاوہ زمینداری آمد کے انیس ۱۹ روپے ماہوار تنخواہ ہے۔ کسی احمدی زمیندار خاندان سے نکاح کرنا چاہتے ہیں جو صاحب پسند فرماویں۔ دفتر بدر میں اطلاع دیں

(۲) ہمارے ایک معزز شریف آسودہ حال نوجوان دوست شرعی ضروریات کے سبب دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر اخبار بدر ہوگی ۔

(۳) ایک احمدی نوجوان غریب الطبع قوم کا ارائیں ضلع گوجرات کا باشندہ ہے۔ عمر ۲۰ سال۔ تنخواہ سترہ روپے ماہوار بوعدہ ایک روپیہ سالانہ ترقی مستقل سرکاری ملازم۔ نکاح کا خواہاں ہے۔ اہل حاجت سید غلام حسین صاحب ریٹرزی اسسٹنٹ سے خط و کتابت کریں ۔

مفرح یاقوتی

طیار کردہ حکیم محمد حسین صاحب مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ لاہور۔ مصدقہ حضرت امیر المومنین رض

اعضائے رئیسہ کو طاقت دیتی ہے۔ مبہی مُفرّح اور مقوّی ہے ہر قسم کے ضعف و سُستی اور ناطاقتی کو دور کرتی ہے۔ دفتر اخبار بدر سے بعوض قیمت نقد للعہ یا بذریعہ قیمت طلب پارسل مل سکتی ہے ۔

(دگر ...)

العزیز علمی ادبی تاریخی ہو اور رسالہ قیمت ۱۲ رسالہ ... کا پتہ ...

تنائی چیکر۔ ثناء اللہ کے اعتراض دربارہ دعا کا رد ہے ار

مبادی الصرف۔ علامہ نور الدین کی تصنیف علم صرف سکھانے کے لئے بہت مفید ہے چند نسخہ باقی ہیں۔ قیمت ۳ر

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جیسے ہے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور سے آرڈ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے تو اُن کے گھر میں پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں کہ اگر پہلے ہی تھوڑا سا سوچ تو یہ تکلیف ہی کیوں اٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور لیکر گھر ڈال رکھتے ہو۔ یہ اصلی عرق کافور ۲۶ برس سے مشہور اور مجرب کی ہوئی ہیضہ کی اصول دوائی ہے۔ گرمی کے دست پیٹ کا درد اور تلی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ایک شیشی۔ چار شیشی تک ۵ر

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہیے۔ یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں کے مانند ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے یہ دوا نہایت مفید ہے۔ پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ بدہضمی۔ اپھارا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں دور ہو جاتی ہیں۔ گود کے بچے کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی دوا نہیں ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ و ۶ تلا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مفصل حالات کی کتاب مفت ملتی ہے۔ منگوا کر ملاحظہ فرماویں

صابن سازی

صاحبان آپ پر روشن ہے کہ کمترین نے ایک اشتہار بدیں عنوان "تجارت کا ذریعہ" دیا تھا۔ فیس مبلغ چار روپیہ تھی۔ اب اکثر احباب کے ارشاد کے بموجب فیس مبلغ دو روپیہ ۲ر کر دی ہے۔ تاکہ غریب بھائی بھی فائدہ اٹھاویں شرائط حسب ذیل ہیں۔ صابن امرتسری قسم اعلیٰ بدون امداد آگ دیگی و چونہ صرف چند منٹ میں تیار کرنے کی ترکیب عام فہم اردو میں بذریعہ وی پی مبلغ ۲ر میں روانہ ہوگی (۲) پتہ صاف۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ ورنہ جواب ندارد (۳) اگر میری روانہ کردہ ترکیب سے صابن امرتسری قسم اعلیٰ طیار نہ ہو تو حلفیہ تحریر پر فیس واپس دی جاوے گی (۴) درخواست کنندہ کو حلفیہ اقرار کہ بدون اجازت میری ترکیب کسی کو نہ بتلائی جاویگی روانہ کرنا ضروری ہوگا

المشتہر غلام محی الدین اقبال موضع جنڈوالی سب آفس کھوڑ ڈاکخانہ ضلع لائل پور